

مسئلہ صفات تشابہات باری تعالیٰ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں دامت برکاتہم

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

[مسئلہ صفات باری تعالیٰ، اہل علم کے ہاں بڑا معرکہ الآراء رہا ہے، آج کل کچھ لوگ، اس مسئلہ میں جمہور اہل السنّت کے مسلک کو غلط اور باطل قرار دینے میں بڑا زور صرف کر رہے ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب کی بخاری جلد ثانی کی شرح کشف الباری میں اس مسئلہ پر جو جامع اور تحقیقی بحث کی گئی ہے۔ وہ افادیت کے پیش نظر نذر قارئین ہے۔ مدیر]

قرآن وحدیث کے اندر اللہ جل شانہ کے لیے ثابت بہت سارے اوصاف ایسے ہیں کہ ان کو اپنے حقیقی معنی میں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا صحیح نہیں، کیوں کہ وہ جسم اور اس کے لوازم میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم اور اس کے ہر طرح کے لوازم سے پاک ومنزہ ہیں، مثلاً: ید، وجہ، ساق، ذات، استواء علی العرش، فوق، تحت..... وغیرہ، بہت سارے الفاظ اللہ جل شانہ کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

ان تمام کلمات کو اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول کر کے بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے ان کو ثابت مانا ہے اور یہ عقیدہ اختیار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بھی اسی طرح ید، وجہ اور ساق ہیں جس طرح مخلوق کے لیے ہیں، یہ ایک باطل عقیدہ ہے، جس کو فرقہ مجسمہ اور مشبہ نے اختیار کیا ہے۔ (۱)

اس کے بالمقابل، ایک دوسرے فرقے نے، اللہ تعالیٰ کے ان اوصاف وصفات کو مسترد کر دیا، ان کے اصل سے انکار کر کے، ان اوصاف کے مجازی معنی بیان کیے اور کہا کہ ان اوصاف کے یہی مجازی معنی یقینی طور پر مراد ہیں! اس فرقہ کو معتزلہ اور معتطلہ کہا جاتا ہے۔ (۲)

(۱) دیکھئے، شرح المقاصد ۳/۳۴، المقصد الخامس فی الالہیات، فصل فی التنزیہات، وأصول فخر الاسلام للزبدی: ۹۴/۱، والمسامرة: ۴۴-۵۵

(۲) کشف الأسرار عن أصول فخر الاسلام: ۹۴/۱-۹۵، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، کتاب الأسماء والصفات: ۲۸/۵، ۴۷، والتمہید لابن عبد البر: ۱۴۵/۷

اہل السنّت کا مسلک: اہل السنّت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ اوصاف قرآن وحدیث کے اندر ثابت ہیں اور اللہ جل شانہ جسم ولوازم جسم اور مخلوق کے ساتھ کسی بھی قسم کی مشابہت سے پاک ومنزہ ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ البتہ اس اجماعی عقیدے کے بعد ان نصوص وصفات کے بارے میں تجریر وتشریح کا ایک اختلاف اہل سنّت والجماعت میں پایا جاتا ہے جسے آپ تین مسلکوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

پہلا مسلک: جمہور علماء اہل السنّت کا مسلک یہ ہے کہ یہ نصوص ان متشابہات میں سے ہیں، جن کے معنی صرف اللہ نالی کو معلوم ہیں اور ہم ان کو ثابت تسلیم کرنے کے بعد، ان کے حقیقی یا مجازی معنی بیان ومتعین نہیں کر سکتے، یہ متشابہ المعنی بھی ہیں اور متشابہ الکیفیہ بھی ہیں ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ﴾ یعنی اس کی تفسیر صرف اللہ ہی کو معلوم ہے، یہ مسلک تفویض ہے اور یہی جمہور متقدمین اہل سنّت اور پھر اربعہ کا مسلک ہے۔ (۳)

دوسرا مسلک: یہ ہے کہ یہ نصوص اپنی حقیقت پر ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے شایان شان جو حقیقی معنی اس کے ہو سکتے ہیں، وہی مراد ہیں، اس کی کیفیت، کنہ اور صورت کیا ہوگی؟..... یہ معلوم نہیں، یعنی یہ نصوص وصفات معلوم المعنی اور متشابہ الکیفیہ ہیں، اسی مسلک کی وضاحت میں مشہور مقولہ کہا گیا: ”الاستواء معلوم، والکیف مجهول، والسؤال عنه بدعة..... اور..... الاستواء غیر مجہول، والکیف غیر معقول، والإيمان به واجب..... امام مالک اور ان کے استاذ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن وغیرہ کی طرف یہ مقولہ منسوب ہے۔ (۴)

درحقیقت یہ مسلک بھی ”مسلک تفویض“ ہے، لیکن دوسرے مرحلے میں، پہلے مسلک کے قائلین ان صفات کے بارے میں شروع ہی سے تفویض کی بات کرتے ہیں کہ اس کے حقیقی یا مجازی معنی ہمیں معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہیں، دوسرے مسلک کے قائلین کہتے ہیں کہ یہ حقیقی معنی میں ہیں، اب اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کرتے ہوئے، اس کی کنہ اور حیثیت کیا ہوگی، وہ کہتے ہیں ہمیں معلوم نہیں، اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ (۵)

تیسرا مسلک: اہل السنّت والجماعت کا تیسرا مسلک یہ ہے کہ ان صفات ونصوص کے ایسے معنی مجازی بیان کیے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہوں اور لفظ کے اندر، اس معنی کے مراد لینے کی گنجائش ہو، مثلاً: ”ید سے قدرت، وجہ سے ذات اور استواء سے استیلاء“ مراد لیا جاسکتا ہے، اس مسلک کو ”مسلک تاویل“ کہتے ہیں اور اکثر متاخرین اہل سنّت

(۳) دیکھئے، تحفة الأحوذی، أبواب صفة الجنة، باب ما جاء في خلود أهل الجنة: ۳/۳۳۷

(۴) دیکھئے، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، کتاب الأسماء والصفات: ۵/۲۳

(۵) تفصیل کے لئے دیکھئے، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، کتاب الأسماء والصفات: ۵/۳۷-۵۵

قال ابن عبد البر في التمهيد: ۷/۱۳۵، أهل السنة مجمعون على الإقرار بالصفات الواردة كلها في القرآن والسنة، والإيمان بها، وحملها على الحقيقة؛ لأعلى المجاز، لأنهم لا يكتفون شيئاً من ذلك۔

نیز دیکھئے: دارالعلوم دیوبند..... مدرّسة فكرية، باب التوحيد: ۵۳۵ (مقالة سماحة العلامة مولانا محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ ورعاه)

نے اس مسلک کو اختیار کیا ہے، البتہ جو مجازی کسی مراد سے کہے جائے ہیں وہ یقینی اور قطعی نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ ان پر جزم کا عقیدہ رکھتے ہیں، بلکہ وہ ظن اور احتمال کے درجہ میں ہوتے ہیں، یعنی یہ کی تاویل وہ قدرت سے کر کے کہتے ہیں کہ یہ ایک تاویل اور احتمالی تفسیر کے درجہ میں ہے، یہ سے یقینی اور حتمی طور پر نصوص کے اندر قدرت کے معنی مراد ہیں، اس کا عقیدہ وہ نہیں رکھتے (۶) چنانچہ علامہ ابن الہمام اپنی مشہور کتاب ”المسایرة في العقائد المنجية في الآخرة“ میں لکھتے ہیں:

”أنه تعالى استوى على العرش: مع الحكم بأنه ليس كاستواء الأجسام على الأجسام من التمكن والتماسة، والمحاذاة، بل بمعنى يليق هو سبحانه أعلم به، وحاصله وجوب الإيمان بأنه استوى على العرش مع نفي التشبيه فأما كون المراد أنه استيلاء على العرش فأمر جائز الإرادة، إذ لا دليل على إرادته عيناً، فالواجب عيناً ما ذكرنا، وإذا خيف على العامة عدم فهم الاستواء إذا لم يكن بمعنى الاستيلاء إلا باتصال ونحوه من لوازم الجسمية وإن لا ينفوه، فلا بأس بصرف فهمهم إلى الاستيلاء، فإنه قد ثبت إطلاقه وإرادته لغة وعلى نحو ما ذكرنا كل ماورد مما ظاهره الجسمية في الشاهد كالأصبع، والقدم، واليد؛ فإن اليد وكذا الأصبع وغيره صفة له تعالى لا بمعنى الجارحة، بل على وجه يليق به وهو سبحانه أعلم به، وقد تقول اليد والأصبع بالقدرة، والقهر لما ذكرنا من صرف فهم العامة عن الجسمية وهو ممكن أن يرد، ولا يجزم بإرادته خصوصاً على قول أصحابنا إنها من المتشابهات، وحكم المتشابه انقطاع رجاء معرفة المراد منه في هذا الدار وإلا لكان قد علم“۔ (۷)

یعنی ”ہم استواء علی العرش پر ایمان لاتے ہیں، اس بات کے حکم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا استواء، جسموں کے استواء کی طرح نہیں ہے کہ کسی مکان میں بیٹھنے، چھوٹے یا مقابل ہونے کے معنی رکھتا ہو، بلکہ ایک ایسے معنی کے اعتبار سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہو، جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، حاصل اس کا یہ ہے کہ استواء علی العرش پر ایمان لانا نفی تشبیہ کے ساتھ واجب ہے، ہاں اس سے استیلاء بھی مراد لے سکتے ہیں لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور چون کہ عام لوگوں کے بارے میں اندیشہ تھا کہ وہ استواء سے وہ معنی مراد نہ لے لیں جو جسم کے لوازم میں سے ہے، اس لیے ان کی فکر و سوچ کو حسمیت سے پھیرنے کے لیے استواء کی تفسیر استیلاء سے کردی جاتی ہے کیوں کہ لغت کے

(۶) فتح الباری، کتاب التوحید، باب ما یدکر فی الذات: ۱۳/۴۶۹

(۷) المسایرة في العقائد المنجية في الآخرة: ۴۸-۴۴

اعتبار سے استواء علی العرش کے معنی استیلاء کے آتے ہیں..... یہی مسلک ان تمام نصوص اور الفاظ کے بارے میں اختیار کیا جائے گا جو ظاہرِ اجسم کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جیسے: اصبح، قدم اور ید ہیں، چنانچہ ید، اللہ کی صفت ہے لیکن جارحہ کے معنی میں نہیں بلکہ اللہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کے شایانِ شان جو معنی ہیں، وہی مراد ہوں گے، ”ید“ اور ”اصبح“ کی تاویل ”قدرت“ اور ”قہر“ سے بھی کی گئی ہے، یہ امکانی معنی تو ہو سکتے ہیں لیکن یقینی اور حتمی معنی نہیں، خاص کر ہمارے اصحاب (یعنی اشاعرہ اور ماترید یہ کے نزدیک) یہ تشابہات میں سے ہیں اور تشابہات کا حکم یہ ہے کہ اس دنیا کے اندر اس کی مراد کی یقینی طور پر معرفت کی امید نہیں کی جاسکتی، ورنہ اس کے معنی سب کو معلوم ہوتے۔

بہر حال یہ تینوں مسلک اہل السنۃ والجماعت کے ہیں:

..... یہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ یہ نصوص اور اوصاف اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔

..... یہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ انسانوں اور مخلوق کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان الفاظ کے جو معانی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ معانی مراد نہیں۔

..... یہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم، لوازمِ جسم اور مخلوق کے ساتھ ہر قسم کی مشابہت سے بالکل پاک اور

منزہ ہیں ﴿لَیْسَ کَمِثْلِ شَیْءٍ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾ (۸)

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے دوسرے مسلک کو اکثر علماء کا اور تیسرے مسلک کو اکثر متاخرین متکلمین کا مذہب

قرار دیا، چنانچہ مولانا اپنے ایک فتویٰ لکھتے ہیں:

”اس باب میں علماء کے چند مسلک ہیں، ایک مسلک تاویل کے استواء بمعنی استیلاء و ید بمعنی قدرت

اور وجہ بمعنی ذات ہے، علیٰ ہذا القیاس اور یہی مختار اکثر متاخرین متکلمین کا ہے۔ دوسرا مذہب: تشابہی

المعنی وفی الکلیفہ۔ تیسرا مسلک: معلوم المعنی تشابہیۃ الکلیفہ اور حق ان میں مسلک ثالث ہے اور یہی

مذہب صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین و فقہاء و اصولیین متحققین ہے۔“ (۹)

راج اور محتاط مسلک: لیکن حقیقت یہ ہے کہ اکثر علماء نے پہلا مسلک اختیار کیا ہے جو ”مسلک تفویض“ سے مشہور

ہے اور وہی مسلک سب سے زیادہ السلم اور مذہب محتاط ہے۔

☆..... چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ ”سنن الترمذی“ میں فرماتے ہیں:

”قلروي عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم روايات كثيرة مثل هذا ما يذكرفيه أمر الروية

أن الناس يرون ربهم، وذكر القدم، وما أشبه هذه الأشياء، والمذهب عند أهل من الأئمة مثل سفيان الثوري ومالك بن أنس، وابن المبارك، وابن عيينة، ووکیع وغيرهم أنهم رَوَوْها هذه الأشياء ثم قالوا: تُروى هذه الأحاديث، ونؤمن بها۔ ولا يقال: كيف؟ وهذا الذي اختاره أهل الحديث أن تروى هذه الأشياء كما جاءت وتؤمن بها، ولا تُفسَّر، ولا تتوهم، ولا يقال: كيف، وهذا أمر أهل العلم الذي اختاروه، وذهبوا إليه“ (۱۰)

یعنی روایت باری تعالیٰ کے بارے میں اس طرح کی کئی روایات آئی ہیں کہ (آخرت میں) لوگ اپنے رب کی زیارت کریں گے، اسی طرح قدم وغیرہ الفاظ بھی آئے ہیں، اس سلسلے میں سفيان ثوري، امام مالک بن انس، سفيان بن عيينه اور وکیع وغیرہ حضرات ائمہ اہل علم کا مسلک یہ ہے کہ ان احادیث کی روایت کی جائے، ان پر ایمان لایا جائے اور کیفیت کے بارے میں نہ پوچھا جائے کہ اس کی صورت و کیفیت کیا ہوگی؟ حضرات محدثین نے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے کہ یہ احادیث جس طرح آئی ہیں، اسی طرح ان پر ایمان لایا جائے، ان کی نہ تفسیر کی جائے نہ ان کے موہم تجسیم ظاہری معنی مراد لئے جائیں اور نہ یہ کہا جائے کہ اس کی کیفیت کیا ہوگی، اہل علم کا یہی مسلک ہے۔

..... حضرت سفيان بن عيينه اور امام محمد سے منقول ہے:

”ما وصف الله تبارك تعالیٰ بنفسه في كتابه، فقراء ته تفسيره، ليس لأحد أن يفسره بالعربية ولا بالفارسية“ (۱۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے (اس طرح کے الفاظ کے ساتھ) اپنے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں، ان کو پڑھنا ہی بس ان کی تفسیر ہے، کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ان کی عربی یا فارسی میں تفسیر کرے۔

..... حضرت وکیع بن الجراح فرماتے ہیں:

”أدركت اسماعيل بن أبي خالد، وسفيان، ومسعرا يحدثون بهذه الأحاديث ولا يفسرون شيئا“ (۱۲)

یعنی میں نے اسماعیل بن ابی خالد، سفيان، اور مسعر کو دیکھا کہ وہ ان احادیث کو بیان کرتے تھے لیکن کسی چیز کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

..... اس مسلک کے بارے میں علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”هذا هو المذهب المعتمد، وبه يقول السلف

الصالح“ (۱۳)۔ یعنی یہی مذہب قابل اعتماد ہے اور سلف صالحین اسی کے قائل ہیں!

(۱۰) سنن الترمذی، أبواب صفة الجنة، باب ما جاء في خلود أهل الجنة، رقم الحديث: ۲۵۵۷

(۱۱) کتاب الأسماء والصفات للبيهقي: ۳۱۴

(۱۲) التمهيد لابن عبد البر: ۱۴۹/۷

(۱۳) فتح الباری، کتاب التوحيد، باب قول الله تعالیٰ: ولتصنع على عيني: ۴۷۸/۱۳

..... اور علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں:

”وأكثر السلف يمتنعون من تناول هذا، ويُعروونه كما جاء وينبغي أن يراعى في مثل هذا الإمرار؛ اعتقاد أنه لا تشبه صفات الله صفات الخلق، ومعنى الإمرار عدم العلم بالمراد منه مع

اعتقاد التنزيه“ (۱۴)

یعنی حضرات سلف میں سے اکثر اس طرح کی صفات میں تاویل سے گریز کرتے تھے اور جیسے وہ وارد ہیں، اسی طرح انہیں گزار لیتے تھے، اس عقیدے کی رعایت کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف، مخلوق کی صفات سے مشابہت نہیں رکھتے، امرار یعنی گزارنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کا عقیدہ رکھتے ہوئے ان کی مراد کے بارے میں لاعلم ہونا۔

چند اہم باتیں: اہل حق کے ان تین مسلکوں کو سمجھنے کے بعد، اب چند باتیں صفات متشابہات کے بارے میں ذہن نشین کر لیں:

..... ان تین مذاہب میں سے کسی بھی مسلک کو بالکل غلط اور باطل نہیں کہا جاسکتا، قرآن وحدیث کے اندر ہر ایک مسلک کے لئے تعبیر کی بہر حال گنجائش ہے، البتہ پہلا مسلک اسلام اور محتاط ہے اور دوسرا مسلک جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کا ہے جیسا کہ واضح کر دیا گیا ہے۔

..... عالم اسلام میں، ایک طویل عرصے سے، اس مسئلے میں مناظرے اور مباحثے ہوتے رہے اور بسا اوقات طرفین سے غلو اور تجاوز بھی ہوتا رہا ہے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے حالانکہ ذکر کردہ متفق علیہ امور کے بعد یہ اختلاف کوئی زیادہ وزنی حیثیت نہیں رکھتا اور تقریباً تعبیر کا اختلاف رہ جاتا ہے لیکن مناظرانہ رنجشوں نے اسے ایک ہوا بنا دیا ہے اور طرفین کے بعض حضرات کی طرف سے غلو ہوتا رہا ہے.....

چنانچہ اکثر متاخرین متکلمین اہل سنت نے ”مسلک تاویل“ اختیار کیا ہے کہ کہیں عوام ان صفات کو عام حقیقی معنوں میں لے کر مجسمہ کا مسلک اختیار نہ کر لیں، یہاں تک تو ٹھیک ہے لیکن اس مسلک کے بعض غالی حضرات، حق صرف اسی مسلک کو سمجھتے ہیں، بلکہ متقدمین کے مسلک تفویض کو بھی مسلک تاویل میں ڈھالنے کی سعی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا مسلک ”تاویل اجمالی“ پر مشتمل ہے..... حالانکہ متقدمین مطلقاً تاویل نہیں کرتے، نہ اجمالی، نہ تفصیلی، بلکہ تفویض اختیار کرتے ہیں۔

سلفی حضرات کا تشدد: دوسری طرف سلفی حضرات اور غیر مقلدین تاویل کرنے والوں کو حق پر نہیں سمجھتے اور انہیں معطلہ قرار دے کر، ان کو گمراہ سمجھتے ہیں، اس سلسلے میں انہوں نے مقالوں اور مضامین کا ایک انبار لگا دیا ہے اور یوں محسوس

ہوتا ہے کہ تعبیری اختلاف کا یہ اجتہادی مسئلہ، عالم اسلام کا سب سے اہم مسئلہ ہے، فتح الباری کا جو نسخہ آیا ہے، اس میں حافظ ابن حجر نے صفات متشابہات میں جہاں جہاں علماء اور ائمہ کے تاویلی اقوال نقل کئے ہیں، ایک سلفی اہل قلم زہیر شادیش صاحب، ان مقامات پر بڑے اہتمام کے ساتھ حاشیہ لگا دیتے ہیں کہ یہ تاویل درست نہیں اور اپنا مسلک ذکر کر دیتے ہیں، مثلاً حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا مطلب، اللہ تعالیٰ کا خیر کا ارادہ کرنا ہے اور سخط اللہ کا مطلب ارادہ شر ہے، بعض علماء نے اللہ کی رضا اور سخط کا یہ مطلب بیان کیا ہے، اس پر یہ سلفی لکھتے ہیں:

”الواجب إثبات هاتين الصفتين: الرضاء، والسخط كباقي الصفات على الحقيقة اللاتقة بالله عز وجل من غير تكيف ولا تمثيل، ولا تحريف، ولا تعطيل، هذا الواجب في باب الأسماء والصفات جميعاً كما قال سبحانه تعالى ﴿ليس كمثله شيء وهو السميع البصير﴾ وسد باب التأويل الذي هو في الحقيقة نفى وتعطيل“ (۱۵)

تاویل کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ درحقیقت، اللہ تعالیٰ کی ثابت صفات کی نفی ہے اور صفات کو معطل کرنا ہے، بہ تشدد، غلو اور خلاف حقیقت بات ہے، اہل سنت والجماعت کے متاخرین متکلمین نے جو مسلک تاویل اختیار کیا ہے، وہ حضرات صفات کی نفی ہرگز نہیں کرتے بلکہ ان کے جو محتمل مجازی معانی ہو سکتے ہیں، ان میں ایک معنی ظنی تفسیر اور احتماً مراد کے طور پر بیان کر دیتے ہیں کہ اس صفت کے یہ معنی مراد لئے جاسکتے ہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے..... ہاں معتزلہ اور جمہیہ تاویلی معنی پر جزم کرتے ہیں، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اعتراض ہوتا ہے کہ جس طرح گروہ اشاعرہ، ماتریدیہ تاویلات کرتے ہیں، معتزلہ اور جمہیہ بھی تاویلات کرتے ہیں، ان میں اور ان میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں کی تاویلات میں فرق یہ ہے کہ اشاعرہ، ماتریدیہ تاویلات پر جزم نہیں کرتے، برخلاف معتزلہ وغیرہ کے کہ وہ تاویلات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بس یہاں یہی معنی مراد ہیں“ (۱۶)

حضرات صحابہ اور جلیل القدر تابعین سے مختلف آیات و نصوص کے بارے میں تاویل منقول ہے۔ جس کی تفصیل آگے کتاب التوحید میں آ رہی ہے، اس لئے یہ کہنا کہ مسلک تاویل، مسلک تعطیل ہے، درست نہیں۔ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ”دفع شبه التشبيه“ کے نام سے مستقل ایک کتاب لکھی ہے، جس میں ان لوگوں پر تنقید کی گئی ہے جو تاویل کا مطلق انکار کرتے ہیں، زہیر شادیش صاحب نے آگے کتاب التوحید میں تفویض اور تاویل دونوں

(۱۵) فتح الباری، کتاب الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب: ۹۱/۱۱،

(۱۶) معارف مدنیہ: ۸۴۷

مسکلوں کو باطل قرار دیا (۱۷) ظاہر ہے، یہ غلو، افراط اور حد سے تجاوز ہے۔

☆..... اور آخری بات یہ سمجھ لیجئے کہ اوپر جو تین مسلک بیان ہوئے ہیں، وہ تینوں صحیح ہیں، علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم اور ان کی اتباع میں عرب کے سلفی اور ہندوستان کے غیر مقلدین نے دوسرا مسلک اختیار کیا ہے، لیکن بسا اوقات وہ تفصیل میں جاتے ہوئے ایسی عبارتیں اور الفاظ لے آتے ہیں، جن سے تجسیم اور تشبیہ کی کوآئی ہے۔ (۱۸)

صفات باری تعالیٰ کا مسئلہ چونکہ نازک اور حساس ہے، اس لئے کوئی ایسا لفظ، ایسا کلمہ اور عبارت نہیں استعمال کرنی چاہئے جو موبہم تجسیم ہو (یعنی جس سے اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کرنے کا وہم پیدا ہوتا ہو)، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”آج کل بعض لوگ جن پر ظاہریت غالب ہے جب تشابہات کی تفسیر کرتے ہیں تو درجہ اجمال میں تو مسلک سلف پر رہتے ہیں، مگر چار غلطیاں کرتے ہیں:

(۱) ایک یہ کہ تفسیر ظنی کی قطعیت کے مدعی ہو جاتے ہیں۔

(۲) دوسری غلطی یہ ہے کہ جب تفصیل کرتے ہیں تو عنوانات موہمہ تکلیف و تجسیم اختیار کرتے ہیں۔ (یعنی ایسے عنوانات اختیار کرتے ہیں جن سے جسم کے ساتھ مشابہت یا جسم کے ثبوت کا وہم پیدا ہوتا ہے)

(۳) تیسری غلطی یہ کہ مسلک تاویل کو علی الاطلاق باطل کہہ کر ہزاروں اہل حق کی تھلیل کرتے ہیں۔

حالانکہ اہل حق کے پاس ان کے مسلک کی صحت کے لئے احادیث بھی، بناء ہیں اور قواعد شرعیہ بھی.....

(۴) چوتھی غلطی یہ کہ تفسیر بالاستقرا کو تو سلف کے مسلک پر سمجھتے ہیں اور دوسری تفاسیر لغویہ کو تاویل

خلف سمجھتے ہیں، حالانکہ سب کا مساوی ہونا اور ظاہر ہو چکا ہے.....“ (۱۹)

علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم اس مسئلہ میں متشدد تھے، لیکن سلفی حضرات اور غیر مقلدین صرف اپنے مسلک کو حق سمجھتے ہیں اور اسی کو اہل السنۃ کا مسلک قرار دیتے ہیں، بقیہ حضرات کو وہ گمراہ اور باطل پر سمجھتے ہیں..... جمہور اہل السنۃ جن میں حضرات صحابہ، تابعین اور طویل القدر ائمہ کرام داخل ہیں، کو گمراہ سمجھنا، خود بڑی گمراہی ہے!

اللہم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

☆.....☆.....☆

(۱۷) چنانچہ شاویش صاحب لکھتے ہیں: ”..... وطريقي التفويض والتاويل في باب الصفات مسلكان باطلان، أما أهل السنة والجماعة فيقابلون نصوص الأسماء والصفات بالإيمان بها، والتسليم والإثبات والتنزيه على الكمال الائق به“۔ (فتح الباري، كتاب التوحيد، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: لا شخص أغير من الله: ۱۳/۴۹۳)

(۱۸) دیکھئے، فیض الباری، کتاب استنباط المرتدین: ۴۷۳-۴۷۴

(۱۹) امداد الفتاوی: ۱۱۱/۶